السفر الی قسطنطنیہ / ترکیا

اور جب ہم میزبانِ رسول ﷺ کے مہمان بنے

اک زمانہ سے یہ خواہش تھی کہ مکہ، مدینہ، شام واردن ومصر میں حضور ﷺ کے صحابہ کرام کے مزارات کی زیارت تو ہوچکی ...... مگر حضور ﷺ کے ایک صحابی جو بہت ہی معروف ومشہور ہیں اور جن کے گھر کی زیارت ہم مدینہ طیبہ میں ۱۹۸۰ میں کر چکے ہیں ...... ان کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ میں حضور کے میزبان تھے ...... اللہ کے نبی کی مامور من اللہ اونٹنی جن کے گھر کے سامنے باذنِ ربہا بیٹھ گئی تھی ...... اور جو فتح قسطنطنیہ کے لئے لشکر اسلام میں شامل ہوکر قلبِ یورپ میں پہنچے تھے ...... وہ جن کا مزار استانبول میں ہے ...... کاش ان کے مقام کی زیارت ہوجائے اور قونیہ میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا کوئی موقع بنے ....

الحمدللہ علی احسانہ سفر لبنان کے موقع پر یہ سعادت بھی حاصل ہوگئی اور .... ہفتہ کے روز بعد از ظہر ساڑھے تین بجے بیروت سے ترکش ائرلائن کے ذریعہ ہم استانبول روانہ گئے اتاترک ائرپورٹ پر ضیاء اللہ نے مجھے لیا جو کہ عثمان علی کا دوست ہے عثمان اور ضیاء اللہ دونوں یہاں ترکی میں زیر تعلیم ہیں اور دونوں کا تعلق عیسی خیل میانوالی سے ہے ...... ان سے میری واقفیت اسلام آباد میں موجود رضا مصطفیٰ بھائی کے ذریعہ ہوئی ...... جو ترکی آتے جاتے رہتے ہیں ...... عیسی خیل سے ہمارا ایک مذہبی وثقافتی تعلق ہے ...... عیسی خیلوی نے اپنی گائکی کے ذریعہ اپنے علاقے کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا ...... مگر ہم عطاء اللہ عیسی خیلوی کے منظر عام پر آنے سے قبل عیسی خیل کا ایک دورہ کر چکے تھے جس کا اہتمام ہمارے کرم فرما اس وقت انجمن طلبہ مدارس عربیہ کے سیکرٹری نشر واشاعت اور آج کل جماعت اہل سنت میانوالی کے رہنما علامہ حافظ اللہ وسایا ثانی (ارشد) نے کیا تھا ...... قاری غلام رسول (ڈمڑھا) بھی ہمارے ساتھ تھے ...... عیسی خیل سے ہمارا مذہبی وروحانی رشتہ ہمارے استاذ گرامی حضرت علامہ شیخ الحدیث ابوالطاہر محمد رمضان صاحب کے واسطے سے بھی ہے جو اسی تحصیل کے ایک شہر قمر مشانی سے تعلق رکھتے تھے پھر کراچی میں سیٹل ہوگئے نیز علامہ عبدالستار خان نیازی بھی عیسی خیل ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ ترکی کے استانبول ایئرپورٹ پر ملنے والا یہ عیسی خیلوی نوجوان ہمارے لئے فرسٹ ایڈ ثابت ہوا ...... اور جہاں کہیں یارے من ترکی ومن ترکی نمی دانم والا معاملہ ہوتا یہ ترجمان بن جاتا ....

ائرپورٹ سے ہم میٹرو ٹرین کے ذریعہ استانبول کے اس علاقہ میں پہنچے جو یورپ کہلاتا ہے...... یہاں ہماری ملاقات شیخ ابراہیم شامی سے ہوئی۔ ابراہیم ہمیں ٹرین کے فاتح اسٹیشن پر مل گئے وہیں پر ضیاء اللہ بھی آ گئے تھے چنانچہ وہ ہمیں ٹیکسی کے ذریعہ مسجد اسماعیل آغا لے آئے جہاں ہمارے قیام کا بندوبست شیخ محمود آفندی کے وقف (گیسٹ ہاؤس) میں ہے...... یہاں ہم پہنچے تو عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا تھا عصر کی نماز ہم نے بیروت ائرپورٹ پر تین بجے پڑھ لی تھی...... مغرب رہتی تھی سو ہم نے یہاں آ کر قضا کی اور عشاء جماعت سے مل گئی...... ہمیں ہمارے ساتھی فارس نے بتایا کہ ہم شیخ محمود آفندی کی جماعت کے مہمان ہوں گے......

نماز کے بعد ہمیں جامع مسجد اسماعیل آغا کے بعد والی گلی میں واقع گیسٹ ہاؤس میں دو کمرے کا ایک مکمل فلیٹ رہنے کو مل گیا...... جس میں فرج' سے لے کر کچن کا سارا سامان اور باتھ روم کے صابن شیمپو اور ہر طرح کے ضروری لوازمات موجود ہیں...... اندر گرم پانی والے ہیٹر لگے ہوئے ہیں سردی یہاں کچھ زیادہ ہے...... اس مسجد میں نمازیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی...... اور اکثریت سفید ترکی عماموں میں تھے معلوم ہوا کہ یہ نقشبندی سلسلے کے لوگوں کی مسجد ہے جہاں آس پاس بکثرت اسی نوع کے لوگ آباد ہیں...... لباس میں پینٹ قمیص یا کرتہ اور اس کے اوپر ایک لمبا سا کوٹ نما جبہ...... جو سامنے سے مکمل کھلا ہوتا ہے......

رہائش اختیار کر لینے کے بعد ہمیں وضو وغیرہ تازہ کر کے قریب ہی موجود ایک مسجد جانا تھا جس کا نام مسجد مراد آغا ہے...... اس میں عشاء کی نماز کے بعد ہفتے میں تین دن حدیث شریف کا درس ہوتا ہے...... یہ درس الشیخ ابراہیم الاحسائی دیتے ہیں جن کا تعلق سعودی عرب کے علاقہ الاحساء (یا حساء) سے ہے...... یہ سنی حنفی عالم ہیں اور یہاں ترکی میں عرصہ سے مقیم ہیں...... ہم چند منٹ میں مسجد پہنچ گئے جہاں درس شروع تھا...... اور اس وقت بخاری کی کتاب المغازی کی چند حدیثیں مکمل ہونے کے بعد صحیح مسلم سے کتاب الامارہ شروع ہوئی۔ کوئی پچاس کے لگ بھگ طلبہ تھے جن میں ہر عمر کے لوگ تھے...... ان کے علاوہ سننے کے لئے سامعین بھی آتے اور بیٹھتے گئے کوئی نصف یا پون گھنٹے تک درس رہا بالکل ایسے جیسے ہمارے ہاں دورہ حدیث ہوتا ہے...... طلبہ باری باری عبارت پڑھتے اور شیخ تشریح کرتے جاتے...... ہمیں اپنے دورہ حدیث کا زمانہ یاد آ گیا...... جب ہم اپنے استاذ گرامی قدر حضرت علامہ ابوالطاہر محمد رمضان (رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے مؤدب بیٹھ کر عبارت پڑھتے اور استاذ محترم شرح بیان فرمایا کرتے......

فرق اس درس اور ہمارے دورہ حدیث میں یہ تھا کہ یہ عربی میں ہو رہا تھا کہیں کہیں ضرورتاً 'ترکی

میں بھی تشریح کردی جاتی تھی ...... جبکہ ہمارا دورہ حدیث متنِ حدیث کے علاوہ مکمل اردو ہی میں ہوا کرتا......ترکی کے اس درس میں شریک طلبہ میں سے اکثر کے سامنے کتاب کی بجائے کمپیوٹر(لیپ ٹاپ۔ٹیبلٹ اور بڑے بڑے سیل فون تھے بعض کے پاس کتابیں بھی تھیں) تاہم شیخ کے سامنے کتاب تھی......اور ہمارے ہاں کتابیں ہی کتابیں ہوا کرتی تھیں اور وہ بھی جہازی سائز کی (سیل فون کا زمانہ نہ تھا)......... ان کتابوں سے عبارت پڑھنا ہمارا کام اور تشریح کرنا استاذ صاحب کا فرض منصبی تھا...... ہم احادیث پڑھتے جاتے اور استاذ گرامی جہاں ضرورت محسوس فرماتے تشریحات بیان فرماتے جاتے۔یادش بخیر علامہ ظہیرالدین بھٹی' مولانا محمد اکرم' اور کئی دیگر ساتھی دورے میں ہمارے شریک سبق تھے......... شیخ ابراہیم احصائی نے کہیں کہیں احادیث کی تشریح بھی کی اور خوب کی......اور جتنی حدیثیں اس مجلس میں پڑھائیں ان کی روایت کی اجازت بھی دے دی......موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا محمد ابراہیم اور دیگر ساتھیوں نے جو ان کے شاگرد ہی تھے ہمارا تعارف کرایا...... بہت خوش ہوئے......ہم نے سوال کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ علم الحدیث کے مطابق سماعِ حدیث سے بھی تلمذ ثابت ہو جاتا ہے اور مناولہء حدیث کی یہ بھی ایک صورت ہے......انہوں نے فرمایا ایسا ہی ہے تمام محدثین کی روایت کردہ اکثر حدیثیں اسی طرح سماع ہی سے ثابت ہیں اور روایت ہوئی ہیں......ہم نے عرض کی کہ تب تو ہمیں بھی آپ کے تلمذ کا شرف حاصل ہو گیا......انہوں نے محبت سے معانقہ کرتے ہوئے فرمایا یہ تو ہماری سعادت ہے کہ ملک پاکستان سے کوئی عالم ہم سے ملنے آیا ہے......پھر آمد کی وجہ اور غرض پوچھی تو ہم نے کہا وجہ......شوقِ زیارتِ سلطان ایوب...... اور غرض حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ و مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہے......ملاقات (لقاء) کے لفظ پر وہ بہت ہی خوش ہوئے......کہا اولیاء اللہ کے ہاں صرف مزار کی زیارت کے ارادہ سے آنا کچھ نہیں بلکہ ملاقات کی نیت سے آنا اصل ہے......اور الحمد للہ کہ آپ اس فرق کو خوب جانتے ہیں......ہم نے کہا آپ فارسی تو جانتے ہوں گے مجھے اس وقت ایک فارسی کا شعر یاد آ رہا ہے......اجازت ہو تو پیش کروں' فرمایا ضرور......ہم نے یہ شعر پیش کیا.........

مرا زندہ پندار چوں خویشتن .... من آیم بجاں گر تو آئی بتن

شیخ اس شعر پر جھوم جھوم گئے......اور ہم ان سعودی شیخ (عالم) کی اس خوش عقیدگی پر...... حیرت زدہ۔
شیخ نے پھر کہا جو مہمان حضرت ابو ایوب انصاری کا ہو ہم اس کے خادم ہیں......لہذا اب آپ بے فکر ہو جائیں

فالصوم نصف الایمان...... چنانچہ روزہ نصف ایمان ہے

آپ کوکسی ہوٹل میں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں آپ کے قیام وطعام کا انتظام محمود آفندی کے گیسٹ ہاؤس میں کردیا گیا ہے.....جتنے دن آپ رہنا چاہیں شوق سے رہیں..........شیخ نے تحفہ میں عمدہ قسم کی کھجوریں دیں اور کہا آج ہی مدینہ منورہ سے کوئی ساتھی لایا ہے......

یہ مختصری ملاقات بہت شاندار رہی......بوقت رخصت انہوں نے فرمایا جن احادیث کا آپ نے سماع کیا ان کی بھی اور دیگر احادیثِ مسلم کی روایت کی ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں.....کما اجازنا مشائخنا الکرام..........ہم نے شکریہ ادا کیا......

ہماری ملاقات اور درس کے بعد شیخ سے ملنے والوں کا ہجوم ہوگیا.....اور پھر خواتین کی بڑی تعداد شیخ سے ملاقات کے لئے جو باہر منتظر تھی مردوں کے مسجد کے اندرونی ہال سے نکلنے کے ساتھ ہی اندر آ گئی.....اور ہم شیخ سے ملاقات کے بعد اپنی رہائش گاہ چلے گئے.....رات ہی کو یہ بات ابراہیم سے طے ہوگئی کہ صبح پانچ بجے وہ گاڑی لے کر آئیں گے اور ہم یہاں نماز ادا کرنے کی بجائے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف سے ملحق مسجد ابی ایوب میں نماز فجر ادا کریں گے......

اتوار..........ٹھیک پانچ بجے وہ گاڑی لے کر آ گئے اور ہم تو روڈ پر ہی کھڑے تھے فوراً ساتھ ہو لئے اور فجر کی نماز سے پہلے ہی ہم مسجد ابی ایوب پہنچ گئے اس علاقے اور مسجد کو سلطان ایوب کہتے ہیں.....ہم سے پہلے اتنے لوگ آ چکے تھے کہ اندر کا ہال مکمل بھر چکا تھا.....اور ہمیں اوپر بالکونی میں بمشکل تمام بیٹھنے کی جگہ ملی' لاوڈ اسپیکر پر تلاوت کلام حکیم باری باری قراء نے جاری رکھی اور سورہ یسین مکمل کی پھر دعاء ہوئی اور اس کے بعد نماز سے پہلے ایک دعاء مزید اور درود وسلام اور پھر اقامت..........

نماز کے بعد بھی درود وسلام اذکار مسنونہ اور پھر دعاء.....دعاء کے بعد اجتماعی طور پر سب نے حضرت ابوایوب انصاری (خالد بن زید) رضی اللہ عنہ کے حضور ان کے مزار شریف کی طرف رخ کر کے امام صاحب کی قیادت میں سب نے باادب کھڑے ہو کر سلام پیش کیا.....امام صاحب نے دعاء کروائی' فاتحہ ہوئی پھر ہر کوئی اپنے اپنے گھر کو چل دیا فجر کی نماز اتنی تاخیر سے ہوئی کہ سلام پھیرنے کے پندرہ منٹ بعد سورج طلوع ہوگیا اور ہم نے اشراق پڑھ لی۔ اشراق پڑھ کر ہم قریب ہی واقع ایک پہاڑی پر گئے جس پر تاریخی نوعیت کے مقبرے اور عصر جدید کے لوگوں کی قبریں بھی ہیں.....یہاں ہمارے ساتھی جناب ابراہیم کے پیرومرشد کا مزار بھی ہے وہ وہاں فاتحہ کے لئے جانا چاہتے تھے ان کے مرشد کا نام سید عبدالقادر عیسی الحلبی ہے اور ان کا وصال

الصوم لی وانا اجزی بہ.....روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں

۱۹۹۱ میں ہوا...... ان کے بقول یہ ایک صاحب کشف وکرامت عالم دین گزرے ہیں۔ فاتحہ پڑھ کر کچھ دیر کے لئے ہم مزار کے پاس رک گئے ......اور پہاڑی سے شہر کا نظارہ کیا...... راستہ میں صاحب الملتقی الا بحر اور علامہ ابو سعود صاحب تفسیر ابی سعود کا مزار شریف بھی ہے ...... یہاں قبرستان میں سب سے اونچی جگہ ترکی کا لال ہلالی پرچم (سرخ رنگ کا جھنڈا) لہرا رہا ہے...... ہم نے کہا شاید موجودہ حکمرانوں کا اصحاب قبور پر بھی حکمرانی کا شوق ہے...... لیکن ہمارے ساتھی نے بتایا کہ یہاں متعدد وزراء اور سرکاری عہدیداران، رؤسائے شہر عمائدین کی قبریں ہیں ان کے اعزاز کے طور پر جھنڈا نصب ہے اور یہ شہر کا مہنگا ترین قبرستان ہے...... یہاں قبریں پختہ ہیں اور ہر قبر پر کتبہ ہے قدیم طرز کی قبروں پر ایک گول ستون نما کتبہ بھی ہوتا ہے، جس کے اوپر صاحب قبر کی حیثیت کے مطابق کوئی علامت ہوتی ہے...... عالم کی علامت الگ ہے شیخ طریقت کی الگ، بادشاہوں کی الگ، عمائدین کی الگ، تجار کی الگ، علی ہذا القیاس...... مگر کہا جاتا ہے کہ اللہ کے حضور پہنچ کر تو سب برابر ہی ہو جاتے ہیں کیا شاہ وکیا گدا......

بندہ وصاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے...... تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

یہ اقبال کا خیال ہے مگر ہم نے مشاہدہ کیا کہ مرنے کے بعد بھی ایک ہوئے سے مراد ایک جیسے ہوئے سمجھا جائے تو یہ صحیح نہیں .... بہت سے لوگ قبروں میں جنت کے نظاروں میں گم ہوتے ہیں تو بہت سوں کو عذاب ہو رہا ہوتا ہے...... اکثر کے بدن گل سڑ جاتے ہیں تو بعض کے سلامت بھی رہتے ہیں ....

یہاں سے فارغ ہو کر ہم پھر سلطان ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے پاس پہنچے اور ہم نے ناشتہ کیا......... بعد ازاں شہر کی ایک اور مشہور جگہ .... منی ترک ...... دیکھنے گئے، یہ واقعی منی ترک ہے اس میں ترکی میں مختلف شہروں میں موجود تاریخی آثار کے نقش اس طرح بنائے گئے ہیں کہ جس طرح ہمارے ہاں کوئی عمارت بنانے سے قبل اس کا ریپلیکا (اکلیشا) تیار کیا جاتا ہے......ان نقوش سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اصل عمارت کو اٹھا کر یہاں چھوٹا کر کے رکھ دیا گیا ہے...... منی ترک دیکھنے کے بعد گویا پورے ترکی کی ایک سیر ہو جاتی ہے...... اسی کے ساتھ ہی پنوراما سینٹر ہے جس میں ترکی کی ترقی کی داستان تصویری صورت میں رقم ہے ...... بارش ہو رہی ہے، ہم بھیگ رہے ہیں سردی بھی بڑھ رہی ہے مگر تاریخی آثار دیکھنے میں مگن ہیں یہاں ہر ریپلیکا کے ساتھ ایک مشین لگی ہے جس پر آپ اپنا وہ پاس (جو یہاں کا انٹری پاس یا انٹری ٹکٹ ہے) اگر لگائیں (پنچ کریں) تو عربی ترکی اور انگریزی میں سے آپ کے حسب خواہش کسی ایک زبان میں اس عمارت

کے بارے میں بتائے گی جو یہاں موجود ہے......

ظہر کی نماز کے لئے ہم سلطان محمد فاتح کی مسجد گئے جہاں مزار سلطان محمد فاتح کی زیارت کی جو اس مسجد کی محراب والی سمت میں واقع ہے...... یہ فاتح ترکی کا مزار ہے...... ظہر کی نماز سے پہلے خطابات ہو رہے تھے...... ہم نے مناسب خیال کیا کہ اس عرصہ میں ہم کچھ اور کام نمٹالیں چنانچہ باہر نکلے تو دوستوں کا خیال ہوا کہ کھانا کھالیا جائے' چنانچہ ایک لبنانی ہوٹل میں کھانا کھایا...... اور پھر الشیخ اسامہ الرفاعی سے ان کے مکتب (رابطہ علماء الشام) میں ملاقات کی...... اس کے بعد پھر مسجد سلطان فاتح جانا ہوا جہاں قبل از ظہر سے ایک پروگرام چل رہا تھا جو عصر تک جاری رہا...... یہ پروگرام جلسہ تقسیم اجازات (اسناد) تھا کیونکہ اس مسجد سے ملحق مدرسہ میں پندرہ بچوں نے قرآن مکمل حفظ کیا ہے...... اس مسجد سے ملحق مدرسہ شیخ کمال آفندی کے زیر سرپرستی چل رہا ہے اور وہ طیب اردگان کے استاذِ قرآن بھی ہیں...... ہم نے مسجد سلطان فاتح میں نماز عصر باجماعت ادا کی......

مسجد میں نماز کے بعد یہاں کے علماء میں سے الشیخ کمال آفندی مرید وتلمیذ الشیخ محمود آفندی' اور محترم جناب الشیخ امین سراج حنفی نقشبندی' (جو کہ مرید ہیں الشیخ علی حیدر کے اور شاگرد ہیں الشیخ مصطفیٰ صبری اور الشیخ زاہد الکوثری کے) سے ملاقات ہوگئی...... دونوں حضرات یہاں کے بزرگ علماء میں شمار ہوتے ہیں...... رات کو ہم نے عشاء کی نماز مسجد الفاتح میں ادا کی اور وہاں سے شیخ احمد کاخیار کے ساتھ ہم شیخ عمر کے ہاں گئے جنہوں نے شام کے کھانے کی ہمیں دعوت دی تھی...... یہ صوفی المشرب عالم ہیں ان کے ہاں یہاں یونیورسٹی کے بعض دیگر اساتذہ سے بھی ملاقات ہوئی...... ان کے ساتھ ملاقات میں ایک خاص روحانی ذوق محسوس ہوا...... کم گو ہیں مگر علم کے ذریعہ بولتے ہیں تو خوب گفتگو کرتے ہیں ان کے یہاں دو گھنٹے تک مختلف امور پر علمی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا...... انہوں نے صحیح مسلم کا ایک ایسا مطبوعہ نسخہ بھی دکھایا جو حال ہی میں مراکش سے شائع ہوا ہے اور یہ ابن بطوطہ کے نقل کردہ نسخے سے لیا گیا ہے......

دوسرے روز صبح سویرے ہم نے قریبی مطعم پر ناشتہ کیا۔ پھر ہم سلطان احمد کے علاقہ میں واقع تاریخی توپ کاپی میوزیم دیکھنے گئے...... اس میوزیم میں بہت سے تبرکات ہیں جو حضور ﷺ سے اور بعض دیگر انبیاء سے منسوب ہیں...... مثلاً عصائے موسوی' عمامہ سیدنا یوسف علیہ السلام پیالہ حضرت ابراہیم علیہ السلام' برتن حضرت یحیٰ علیہ السلام' تلواریں رسول اللہ ﷺ کی' حضور کے دندان مبارک' آپ کی زلفوں کے گوشے' آپ کی لحیہ مبارکہ کے چند موئے مبارک...... کعبۃ اللہ کا میزاب' کعبے کی مختلف ادوار کی چابیاں' حجر اسود کے اوپر لگا ہوا سونے کا خول'

جہاں اب چاندی کا لگا ہوا ہے۔کعبہ کے غلاف کے حصے' اور صحابہ کرام خصوصا خلفائے اربعہ کی تلواریں' نیزے بھالے' تیر اور زرہیں وغیرہ..... اس کے علاوہ بہت سی تاریخی اشیاء..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لباس (فراق) اور حضرت حسین کا ایک کرتہ..... ترکوں کے احترام مقدسات کا پتہ دیتے ہیں.........

اس کے بعد ہم توپ کاپی کے دیگر گوشوں میں گئے..... پھر ایا صوفیہ دیکھنے نکلے..... اس کے ساتھ ہی مسجد سلطان احمد کی زیارت کی........ اور پھر میرا ساتھی فارس چونکہ تھک چکا تھا اور نیند بھی اسے غالبا تنگ کر رہی تھی اس لئے وہ مزید کہیں لے جانے کے لئے تیار نہ ہوا اور اس نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ اب شہر میں اور کوئی جگہ آپ کے دیکھنے کی باقی نہیں رہی..... اصرار کے باوجود وہ یہی کہتا رہا کہ واپس چلتے ہیں آپ بھی کافی تھکے ہوئے ہیں چل کر کچھ آرام کرلیں پھر تین بجے ہم نے شیخ فرفور کی طرف جانا ہے..... چنانچہ ہم واپس آگئے اور ظہر کی نماز ادا کی اور عصر کی تیاری میں تھے کہ شیخ کا خیا آگئے اور انہوں نے سینڈوچ سے ہماری تواضع کی..... پھر گپ شپ ہوتی رہی اور یہ طے پایا کہ ابھی کچھ دیر آرام کرلیا جائے اور پانچ بجے شیخ فرفور کی طرف چلیں گے.....

شام کو ہم استاذ شہاب الدین فرفور سے ملنے کے لئے ترکی کے اس حصہ میں گئے جسے ایشیا کہا جاتا ہے..... یہاں ویسے تو آبنائے باسفورس پر ایک پل ہے جو ترکی کے دونوں حصوں یعنی ایشیا اور یورپ کو ملاتا ہے' لیکن ہم یورپ سے ایشیا جانے کے لئے فاسٹ ٹرین سے گئے جو سمندر کے اندر راستہ بنا کر چلائی گئی ہے اور پانی کے نیچے چلتی ہے..... اوپر سے جہاز اور کشتیاں گزرتی رہتی ہیں اور پل کے ذریعہ باقی ٹریفک رواں دواں رہتا ہے.....

شیخ شہاب الدین فرفور سے ہمارے پچیس سال پرانے تعلقات ہیں جب وہ کراچی میں پڑھنے آئے تھے اور پھر کچھ عرصہ وہ پی ایچ ڈی کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم رہے اور انہوں نے جامعہ منہاج القرآن میں ایک عرصہ گزارا..... ان کے برادر کبیر جناب شیخ حسام الدین فرفور سے بھی ہماری ملاقات کراچی میں ہوئی جب وہ پاکستان تشریف لائے ہم نے ان کے والد گرامی شیخ صالح فرفور کی زیارت شام میں کی تھی.....

شیخ شہاب ان دنوں مرمرا یونیورسٹی میں استاذ ہیں..... ان سے ہماری ملاقات یونیورسٹی ہی میں ہوئی جہاں ہم نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی..... پھر ان کے ساتھ ایک ہوٹل میں عشاء (Dinner) کیا۔وہ پاکستان کے اکثر علماء ومدارس سے واقف ہیں اور دیر تک انہی کے بارے میں اپنے قیام پاکستان کے بارے میں اور دیگر علمی مصروفیات کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ ....

ایشیا سے ہماری یورپ واپسی بحری جہاز کے ذریعہ ہوئی اور ہم نے اس طرح آبنائے باسفورس کو زیر آب اور فوق آب عبور کیا..... رات ہی کو ہمیں ہمارے دوستوں نے الوداع کیا کیونکہ صبح صبح مجھے انقرہ کے لئے روانہ ہونا ہے

ہر قمری ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ کا روزہ مستحب ہے

اللہ کی شان.........نہ جان نہ پہچان ہم تیرے میزبان

شیخ فارس شامی نے مجھے صبح بس ٹرمینل پہنچایا اور وہاں سات بجے کی بس سے انقرہ کے لئے روانگی ہوگئی.....۴۵ ترکی لیرا کرایہ ادا کر کے ہم نے میٹرو کا ٹکٹ خریدا میٹرو یہاں ایسے ہی ہے جیسے پاکستان کی ڈائیوو سروس...... سڑکیں بہت اچھی ہیں بس کو ایک سو بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی......... راستے میں زیادہ تر پہاڑیاں ہیں جن پر درخت اسی طرح ہیں جیسے ہمارے مری کے علاقہ میں ......بعض مقامات پر سڑک کے دونوں کناروں پر برف دیکھنے میں آئی جگہ جگہ پہاڑیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں.....خوبصورت منظر دیکھ کر اللہ کی قدرت پر رشک آتا تھا..... چھ گھنٹے میں بس نے ہمیں انقرہ پہنچادیا راستے میں صرف دو جگہ اس نے اسٹاپ کیا ایک جگہ سے سواریاں لیں اور دوسری جگہ کھانے کے لئے بس رکی..... چنانچہ ہم نے بھی دیگر مسافروں کی طرح دوپہر کا کھانا کھایا اور بائیس لیرا قیمت ادا کی.....ابھی ہماری بس راستے ہی میں تھی کہ ایک انجان شخص کا فون آیا جس نے اپنا نام فرقان بتایا یہ ترکی تھا مگر عربی بول رہا تھا.....اس نے کہا..... آپ دکتور نور احمد شاہتاز ہیں..... ہم نے کہا ہاں..... کہا آپ کی بس اب سے نصف گھنٹہ بعد انشاء اللہ انقرہ پہنچ جائے گی یہاں ہم بس ٹرمینل پر آپ کے منتظر ہیں.......... ہم نے کہا جناب مگر آپ ہیں کون؟ کہا ہمیں ہمارے شیخ نے حکم دیا ہے کہ آپ کا استقبال کریں اور پھر آپ کو شیخ کی خدمت میں لے چلیں..... ہمارے شیخ ایک نقشبندی قادری عالم ہیں ترک ہیں اور انقرہ ہی میں آپ کی خانقاہ ہے..... سبحان اللہ نہ جان نہ پہچان ہم تیرے میزبان......... ہم نے اسے (ھذا) من فضل ربی تصور کیا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تصرف۔

انقرہ بس ٹرمینل پر ہمیں محمد فرقان محمد یسین اور فرقان احمد نے وصول کیا..... محمد فرقان اور محمد یاسین بھائی ہیں اور دوسرے فرقان ان کے دوست ہیں..... یہ نوجوان ہمیں دوپہر کا کھانا کھلانا چاہتے تھے اور ہمارے انتظار میں انہوں نے کھانا نہیں کھایا تھا جبکہ ہم راستے میں کھا کر آئے تھے..... چنانچہ ان کے ساتھ یہاں کی معروف روحانی شخصیت شیخ حاجی بیرام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کی جو سلطان محمد فاتح کے والد شیخ مراد کے شیخ اور سلطان فاتح کے استاذ ہیں..... انقرہ کے عظیم فقیہ ومحدث گزرے ہیں ان کا زمانہ ۱۳۵۲ سے ۱۴۳۰ ہجری کا زمانہ ہے۔ترکی کے شہر انقرہ کے قریب ایک چھوٹی سی بستی میں پیدا ہوئے شیخ حمید حمید الدین ولی

سے بیعت ہوئے اور تصوف کی منازل طے کیں۔ترکی کے شہر برسا میں قیام کیا جو صوفیاء کا اس زمانہ میں مرکز تھا۔حاجی بیرام کا اصل نام نعمان تھا مگر قربان بابا سے ملاقات کے بعد نام تبدیل کرلیا......اور اپنے مرشد کے وصال کے بعد بیرامی سلسلہ جاری کیا...... جب اس سلسلہ میں مریدین کی تعداد بڑھی تو مقامی حکمرانوں کو خطرات لاحق ہونے لگے...... چنانچہ آپ نے سلطان مراد دوم سے رابطہ کیا جس نے آپ کو عثمانی دارالخلافہ میں بلالیا اس طرح آپ نے اپنی بقیہ زندگی انقرہ میں بسر کی اور یہیں آپ کا مزار بنا......انقرہ کے لوگ بڑی عقیدت سے زیارت کو آتے ہیں مزار سے ملحق ایک خوبصورت جامع مسجد تعمیر کی گئی ہے......ہم نے اسی مسجد میں دوگانہ اور ظہر ادا کی......ان کے بارے میں بتایا گیا کہ جب سلطان محمد فاتح کا والد سلطان مراد قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا ارادہ کررہا تھا تو اس نے شیخ سے مشورہ لیا...... شیخ نے کشف سے فرمایا کہ یہ فتح تمہارے مقدر میں نہیں البتہ سلطان کے بیٹے محمد کی جانب دیکھتے ہوئے کہا کہ یہ اسے فتح کرے گا اور ہم اور آپ اسے فتح کرتے ہوئے دیکھیں گے...... چنانچہ بہت جلد فراست کے مالک بادشاہ نے خود کو سلطنت سے دستبردار کرکے بیٹے کو حکومت سونپ دی تاکہ جلد قسطنطنیہ فتح ہوجائے......اللہ نے فتح دی...... بیٹے نے کہا اب آپ دوبارہ بادشاہ بن جائیں...... مگر بوڑھا سلطان مراد اس کے لئے تیار نہ ہوا......اور فتح قسطنطنیہ کے بعد کوسوو کی جنگ میں شہادت پائی......

یہاں سے فارغ ہوکر ہم نے انقرہ کا معروف قلعہ دیکھا جو رومن امپائر کے دور کا ہے......

ازاں بعد ہم باغ لوم ایریا میں ایک اور مرد درویش جناب یعقوب خراسانی کے مزار پر گئے اور شیخ عبدالکریم آرواسی نقشبندی (۱۸۶۵......۱۹۴۳) کے مزار کی زیارت کی...... یہ یہاں کے بزرگ علماء میں شمار ہوتے ہیں......عصر کی نماز کے بعد ہم نے...... شیخ عبداللہ نقشی قادری سے ملاقات کی اس ملاقات کا حال انشاء اللہ ہم اگلی نشست میں بیان کریں گے کیونکہ فی الحال ہم ترکی کے دارالحکومت انقرہ میں گھوم پھر رہے ہیں ....(جاری ہے)

وعوارضُ الصومِ التی قد یُغتفر	للمرء فیها الفطر تسعٌ تُستطر
حبلٌ وارضاعٌ واکراهُ سفر	مرضٌ جهادٌ جوعه عطشٌ کبر

رمضان کی شب اول ہی سے شیاطین قید میں ڈال دیئے جاتے ہیں